لاغلبن انا و رسلی کا وعدہ ضرور پورا ہوگا

پاکستانی احمدیوں کو مظالم پر صبر کرنے کی تلقین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۗ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۷﴾

(آل عمران: ۱۸۷)

پاکستان سے جو اطلاعیں مسلسل موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے دشمنوں نے اپنی ایذاء رسانی کی مہم بہت زیادہ تیز کر دی ہے اور کثرت سے مختلف جگہوں سے جو خطوط ملتے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ حد سے زیادہ بدکلامی اور بدزبانی کے ذریعے جماعت احمدیہ کے صبر کو آزمایا جا رہا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ احمدی نوجوان اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے کوئی ایسی جوابی کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ان کو یہ بہانہ ہاتھ آجائے کہ گویا تشدد میں احمدیوں نے پہل کی ہے۔ اس کے بہت سے ایسے پہلو ہیں جن کو جماعت احمدیہ کو خصوصاً پاکستان میں پیش نظر رکھنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب اس قسم کے حالات پیدا

ہوئے تو آپ نے نصیحت فرماتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ دیکھو! تمہاری بے صبری سے کہیں باقی قوم کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے اس لئے تمہارا انفرادی صبر دراصل ساری قوم کی نمائندگی میں صبر ہے اور اس پہلو سے صبر کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بعض مقامات پر جماعت کے حالات نسبتاً طاقت کے ہیں اور وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے غیور اور طاقتور احمدی نوجوان موجود ہیں کہ جب چاہیں وہ اپنے جذبات کو غالب آنے دیں اور یہ فیصلہ کرلیں کہ اب اس کے بعد ہم مزید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک برداشت نہیں کریں گے۔ ان کے اختیار میں ہیں اور ان کا ان علاقوں میں رعب بھی ہے جب چاہیں وہ اپنے ذاتی بدلے اپنے مختصر دائرے میں لے سکتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً اسی امکان کے پیش نظر یا احتمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی کہ جب بھی تم اپنے جذبات سے مغلوب ہو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تمہارے اور بھی بھائی بہن اور قوم کے دوسرے ایسے افراد ہیں جو کمزور ہیں اور ان کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔ اس لئے جہاں تک صبر کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر صبر کا دامن تھام لینا چاہئے اور اس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ مومن جب ہدایت پاتے ہیں تو ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال لیتے ہیں جس کے لئے ٹوٹنا مقدر نہیں ہے۔ پس صبر کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق قائم کریں اور کسی قیمت پر اور کسی بدخلقی کے حد سے بڑھنے کے نتیجے میں بھی آپ اپنے صبر کو زخمی نہ ہونے دیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ بعض جگہ جماعت کے نوجوان بے چینی کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اتنی دیر ہوگئی یہ لوگ بدکلامی میں حد سے بڑھتے چلے جارہے ہیں اور ظلم پہ ظلم توڑتے ہیں اور پھر اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخیاں کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ دیکھو ہم سچے ہیں ہم نے سب کچھ کرلیا جو تمہارے خلاف کیا جاسکتا ہے اور تمہاری مدد کو تمہارا کوئی خدا نہیں آیا۔ یہ دلیل دے کر وہ اور زیادہ ان کے دلوں پر چرکے لگاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ پاکستان کو غیر معمولی استقامت عطا فرمائی گئی ہے اور مذہب کی تاریخ میں کم ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں اس طرح وسیع پھیلے ہوئے علاقے میں لکھوکھہا خدا کے بندوں کو اس قدر مستقل مزاجی کے ساتھ صبر اور استقامت کی توفیق ملی ہے۔ یہ خدا کا غیر معمولی فضل ہے لیکن اس کے باوجود کچھ کمزور طبیعتیں ہوتی ہیں کچھ ایسے مزاج ہوتے ہیں جو وساوس کا شکار ہوجایا کرتے ہیں۔

پس ایسے ہی بعض لوگ جو مجھے خطوں میں یہ باتیں لکھتے ہیں کہ ہم کیا کریں اور اس کا کیا جواب دیں ہمارا دل شدید بے چین ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایک تو ظلم کرتے ہیں اس سے اوپر پھر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ہم مباہلہ جیت گئے ہیں دیکھ لو۔ کیونکہ ہم گند بک رہے ہیں اور اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ ہمیں کوئی سزا نہیں دے رہا۔

اس کا اصل جواب تو اس تاریخ میں مضمر ہے جو قرآن کریم نے ہمارے لئے محفوظ فرمائی ہے اور بکثرت گزشتہ انبیاء کی تاریخ کو دہراتے ہوئے خدا تعالیٰ بار بار ایسی قوموں کے حالات کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جنہوں نے بعینہٖ یہی رویہ اختیار کیا جو آج جماعت احمدیہ کے مخالفت اختیار کر رہے ہیں اور اسی قسم کے انہوں نے بلند بانگ دعاوی بھی کئے کہ ہم دیکھ لو خدا کی غیرت کو للکار رہے ہیں، تم پہ ظلم پر ظلم کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس کے باوجود تم مغلوب ہو اور ہم غالب ہیں۔

اس قسم کی تاریخ قرآن کریم میں آدم سے لے کر آنحضرت ﷺ کے زمانے تک کے واقعات کی محفوظ فرمائی اور مومنوں کو بارہا اس کی طرف متوجہ کیا۔ اس تاریخ میں جو بنیادی طور پر سبق دیا گیا ہے وہ تو صبر ہی کا ہے لیکن اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے طرز عمل اور خدا تعالیٰ کی سنت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس دور میں اسے سمجھنا بہت ہی ضروری ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ دماغ بہک جائیں اور غلط نتیجے نکالا کریں۔

جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے یہ آل عمران کی ۱۸۷ آیت ہے۔ اس میں مومنوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا گیا لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ تم ضرور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں کے نقصان کے ذریعے بھی اور جانوں کے نقصان کے ذریعے بھی اور صرف اسی پر دشمن بس نہیں کرے گا تمہارے مال لوٹے گا، تمہارے اموال کو جلائے گا یا نقصان پہنچائے گا اور تمہاری جانیں تلف کرے گا اور اس کے بعد وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اَذًی کَثِیۡرًا ضرور تمہیں بڑی شدت کے ساتھ ان لوگوں کی طرف سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں کی طرف سے جو درحقیقت مشرک ہو چکے ہیں شدید تکلیفیں پہنچائی جائیں گی زبان کے ذریعے بھی۔ وَ لَتَسۡمَعُنَّ کا مطلب ہے تم سنو گے ان سے تکلیفیں۔ تم ان کی طرف سے نہایت تکلیف دہ اور دل آزار باتیں سنو گے۔

وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ہماری نصیحت یہ ہے کہ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً یاد رکھو کہ یہ بہت ہی عظیم خوش نصیبیوں میں سے ایک خوش نصیبی ہے۔

یہاں امور سے متعلق امور کا معنی یہاں باتیں نہیں بلکہ غیر معمولی نصیب ہے۔ تو یہ بات ہر ایک کے مقدر میں نہیں یہ غیر معمولی عظیم مقدر رکھنے والے لوگوں کو توفیق ملتی ہے کہ وہ پہلے اپنے اموال لٹائیں پھر جانوں کا نقصان دیکھیں پھر اس سے اوپر ان شیخی بگارنے والے بدتمیز لوگوں سے نہایت ہی دل آزار باتیں سنیں اور اس کے باوجود صبر کریں۔

اس آیت کی طرف خصوصیت سے میری توجہ اس لئے مبذول ہوئی ہے کہ آج بھی چک سکندر کے ایک مظلوم کی طرف سے مجھے خط ملا جس میں یہی باتیں بیان ہوئی تھیں اور اس نے لکھا کہ ہمارے سامنے ہمارے اموال لوٹے گئے، ہمارے گھر جلائے گئے، ہمارے مویشی ہلاک کئے گئے اور ہماری جانیں تلف کی گئیں اور اس کے بعد اب مسلسل وہاں اتنا گند اچھالا جا رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اتنی گستاخی کی جا رہی ہے کہ دل پھٹتا ہے اور طبیعت میں حوصلہ نہیں رہتا ہمت نہیں رہتی کہ ان باتوں کو برداشت کر سکیں اور اس ضمن میں انہوں نے لکھا کہ جب سے نبوت کی تاریخ کا ہمیں علم ہے اس سے پہلے کبھی کسی قوم کے ساتھ ایسی زیادتی نہیں کی گئی اور اس سے پہلے کبھی انبیاء کی ایسی بے عزتی اور گستاخی نہیں کی گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت انسان اپنے محدود دائرے میں رہتے ہوئے اپنی دنیا کو باقی سب دنیا پر غالب سمجھ لیا کرتا ہے، اپنی کائنات کو ساری کائنات سمجھ لیتا ہے اس لئے لکھنے والے کی نہ تو تاریخ پر نظر ہے نہ قرآن کریم کی ان آیات پر نگاہ ہے جس میں ایسی انبیاء کی تاریخ کے حوالے دئے گئے ہیں، نہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ دشمنوں نے جو سلوک کیا اس پر تفصیلی نگاہ ہے۔ اسی قسم کا ایک سوال آنحضرت ﷺ سے بھی کیا گیا تھا۔ مکہ کے تیرہ سال جو انتہائی اذیت کے ساتھ تھے اور قوم نے گستاخی کی حد کر دی تھی اور تمام حدیں پھلانگ دی تھیں درحقیقت۔ ایسے موقع پر حضرت رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی جو بڑے غیور تھے اور اسلام لانے سے پہلے بے حد معزز تھے انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اب تو معاملہ حد برداشت سے باہر ہو چکا ہے۔ ہم لوگ جو اسلام سے پہلے معزز تھے ہمیں انتہائی ذلیل کیا جا چکا ہے۔ ہم جو یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی میلی آنکھ سے ہماری طرف دیکھے۔ اب ہم ہر

قسم کے ظلم اور سفّا کی کو برداشت کرتے چلے جارہے ہیں اور اس پر مسلسل ہماری تخفیف کی جارہی ہے، ہمیں بے عزت کیا جارہا ہے، ہمیں رسوا کیا جارہا ہے۔ آخر کب تک ہم ان باتوں کو برداشت کرتے چلے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ دیکھو! تم میرے غلام ہو۔ تم سے پہلے ایسی قومیں تھیں جنہوں نے اپنے انبیاء اور ان کے ماننے والوں سے ایسا ظالمانہ سلوک کیا کہ ابھی تم نے وہ باتیں نہیں دیکھیں اور وہ سلوک یہ تھا کہ لوہے کے آنکڑوں سے ان کی چمڑیاں ادھیڑ دی گئیں، ان کی کھالیں ادھیڑ دی گئیں اور ان کے سروں کو آروں کے ساتھ چیرتے ہوئے دو نیم کر دیا گیا لیکن ان لوگوں نے خدا کی خاطر صبر کیا اور اُف نہیں کی۔ کیا تم جو میری طرف منسوب ہوتے ہو اس صبر کا نمونہ نہیں دکھا سکتے۔ الفاظ یہ نہیں لیکن تاریخ میں اسی مضمون کا واقعہ ہمیشہ کے لئے انمٹ حروف میں ثبت ہو چکا ہے اور آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کا ایسا گہرا ان کے دل پر اثر پڑا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر کبھی میرے دل میں اُف کا خیال تک نہیں آیا۔

پس ہم بھی تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلاموں ہی میں سے اس دردناک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں بھی وہی نمونہ دکھانا چاہئے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کو زیبا ہے جو زیب دیتا ہے ان کو جو محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام کہلانے کی خاطر یہ سارے دکھ برداشت کر رہے تھے۔

پس قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ تم سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے اور تم سے بھی ایسا ہی ہوگا۔ وہ لوگ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی وہ لازماً تمہیں دکھ پہنچائیں گے اور کسی بات پر ٹھہریں گے نہیں۔ ہر ظلم کے بعد ایک اور ظلم کی راہ تلاش کرتے چلے جائیں گے اس ضمن میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے جو سلوک مکہ کی گلیوں میں ہوا کرتا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ الانبیاء کی ۳۷ ویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِىْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۷ (الانبیاء:۳۷)

کہ اے محمد ﷺ جب یہ لوگ تجھے دیکھتے ہیں جن لوگوں نے کفر کیا ہے تو سوائے اس کے کہ تجھ سے ٹھٹھہ کریں اور تجھے مذاق کا نشانہ بنائیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اَهٰذَا الَّذِىْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ یہ وہ شخص ہے دیکھو ذرا اس کی حالت تو دیکھو یہ باتیں کرتا ہے تمہارے معبودوں کے متعلق ہے۔ کیسا تحقیر

کا جملہ ہے؟ کس قدر شدت کے ساتھ تذلیل کی جارہی ہے؟ اور اِذَا رَاٰكَ کے مضمون سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ روزمرہ کا یہ دستور تھا۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ مکہ کی جس گلی سے گزرتے تھے آپ سے یہی سلوک ہوا کرتا تھا اور تیرہ سال تک مسلسل یہ سلوک ہوتا رہا ہے آپ نے تو اُف نہیں کی، آپ نے تو خدا سے شکوہ نہیں کیا۔ خدا نے اس تذلیل کو دیکھتے ہوئے ان لوگوں پر تو بجلی نہیں گرائی جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر بجلیاں گرایا کرتے تھے جن کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا۔

اس لئے آج اس سے مختلف سلوک خدا کا آپ نہیں دیکھیں گے۔ وہی سلوک ہوگا جو اس سے پہلے خدا قوموں سے کرتا چلا آیا ہے اور اگر آپ کی آنکھیں کھلی ہیں تو آپ وہ سلوک دیکھ سکتے ہیں کہ ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ قوم کی آنکھیں کھلیں یا یہ قوم زندہ رکھنے کے لائق نہ سمجھی جائے۔

پھر قرآن کریم ایک عمومی مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝١٢ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝١٣

(الحجر: ۱۲-۱۳)

کہ ان کے پاس کبھی کوئی رسول نہیں آیا یا آتا اِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ مگر یہ بدبخت ہمیشہ اس سے تمسخر کیا کرتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اگر تمسخر کرتے ہیں تو خدا کے ہر پاک بندے کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا ہے اور یہ آپ کی صداقت کی نشانی ہے نہ کہ جھوٹا ہونے کی نشانی۔ وہ لوگ جو گند اچھالنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے جا ملتے ہیں جو تاریخ میں انبیاء کے مقابل پر کھڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، ان بروں میں جا کے شامل ہو جاتے ہیں اور انبیاء کا گروہ ہمیشہ آپ کو وہی دکھائی دے گا جو مظلوم ہے جس کے خلاف زبانیں دراز کی جارہی ہیں، گند اچھالے جارہے ہیں، ہر قسم کی بکواس کی جارہی ہے، ہر قسم کی ذلت اور رسوائی ان پر ٹھونسی جارہی ہے اور یہ یک طرفہ مضمون چلتا چلا جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خدا اپنے انبیاء کی غیرت کے معاملے میں بے حس ہو چکا ہے لیکن خدا بے حس نہیں ہوا کرتا خدا کا جواب ہمیشہ بالآخر ان لوگوں پر غالب آیا کرتا ہے اور یہ

قومیں خود ہمیشہ کے لئے تاریخ میں تمسخر کا نشانہ بن جایا کرتی ہیں۔

ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ جو معاملہ ہوگا اس میں ان کی بازی الٹا دی جائے گی۔ اس وقت مومن ان کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا میں یہ مومنوں کو دیکھا کرتے تھے اور فرمایا دنیا میں ان کا کیا حال تھا: اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ (المطففین: ۳۰) صرف انبیاء ہی سے نہیں بلکہ ہر اس شخص سے یہ مذاق کیا کرتے تھے جو ایمان لے آیا۔

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہم میں نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے جو سلوک انبیاء کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کا ذکر بطور خاص فرمایا ہے انبیاء کا نہیں اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا یقیناً وہ لوگ جو مجرم ہوئے كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ وہ ہمیشہ ایمان لانے والوں سے تمسخر کیا کرتے تھے۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ (المطففین: ۳۸) جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آنکھیں مٹکاتے تھے اور آنکھیں مارتے تھے (جس کو کہتے ہیں) اور ایک دوسرے کو اشارے کیا کرتے تھے کہ دیکھو جی یہ مرزائی، یہ قادیانی، یہ بد بخت لوگ کیا ان کا حال ہو گیا ہے آج۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ اور جب وہ گھروں میں لوٹتے تھے تو گھر میں لوٹ کے یہ باتیں کیا کرتے تھے۔ بڑی بڑی باتیں کرتے تھے اور بڑے بڑے مذاق اڑاتے تھے کہ آج ہم نے دیکھا ہے رستے میں چلتا ہوا ایک شخص کس طرح مفلوک الحال، بے نفس، بے یار و مددگار اور ہم اس کے اوپر یہ باتیں سناتے رہے اور اس کو کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ جواباً ہمارے متعلق کوئی زبان کھول سکتا۔ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ (المطففین: ۳۳) اور یہ باتیں کر کے ان باتوں کو اپنی صداقت کا نشان بتاتے ہیں اور یہ بتایا کرتے تھے کہ دیکھو ہم نے یہ سب کچھ کیا، ہم سچے اور یہ جھوٹے نکلے۔ یہ گمراہ لوگ ہیں۔ جن کے خلاف ہم یہ یہ زیادتیاں کر رہے ہیں اور ان کی کچھ پیش نہیں جا رہی۔

آج پاکستان میں یہی صداقت کا نشان یہ لوگ آج پیش کر رہے ہیں جو کل ان کے کذب اور ذلت کے نشان بن کے قیامت کے دن ان کے سامنے پیش کیا جائے گا لیکن قیامت کس نے

دیکھی ہے۔ بے چین اور مضطرب لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا اس دنیا میں بھی تو خدا ہمیں کچھ دکھائے۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ اس دنیا میں بھی خدا ان کو دکھاتا ہے اور ہمیشہ دکھاتا چلا آیا ہے۔ صرف ان کی آنکھیں کھلنی چاہئیں اور ہوش کی اور بصیرت کی آنکھوں سے اگر وہ دیکھیں تو خدا تعالیٰ کا سزا جزا کا قانون مستقل جاری و ساری رہتا ہے اور خدا کی تقدیر ہر وقت عملاً متحرک رہتی ہے۔

جب سے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے متعلق قوم نے بالعموم یہ رویہ اختیار کیا ہے اور جب سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف تمسخر اور تضحیک میں یہ سب حدیں پھلانگ چکے ہیں اس وقت سے ان کی تاریخ کا مطالعہ کریں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ جنہوں نے احمدیوں کے امن لوٹے ان کے اپنے گھروں کے امن اٹھ چکے ہیں۔ جنہوں نے احمدیوں کی جانوں سے کھیلنا جائز سمجھا روزمرہ ان کی جانوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ جنہوں نے احمدی عورتوں کی چادر اتارنے کی کوشش کی ان کی اپنی عورتوں کی چادریں اتاری جارہی ہیں۔ کوئی پاکستان کا علاقہ نہیں اس وقت جسے آپ مامون کہہ سکیں۔ ہر جگہ سے امن اٹھ گیا ہے اور اٹھتا چلا جا رہا ہے۔ بچے اغوا ہو رہے، ہیں، عورتوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں۔ ہر قسم کے جرائم آزاد ہو چکے ہیں اور حکومت جانتے ہوئے اور دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو بے دست و پاتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت پر حملے کئے انہوں نے یہ بات پیش نظر نہیں رکھی کہ یہ لوگ شعائر اللہ ہوتے ہیں۔ یعنی وہ خدا کے بھیجے ہوئے بندے شعائر سے تعلق رکھتے ہیں جو اللہ کے شعائر ہیں اور اس کے مقابل پر دنیا نے بھی بعض شعائر بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا کے شعائر دنیا کو دکھائی نہیں دیتے اور ان کی بے حرمتی میں وہ اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں اور بے باک ہو جاتے ہیں مگر پھر ان کے شعائر پر بھی ان کے سامنے حملہ کیا جاتا ہے اور وہ اسی طرح بے بس ہوتے ہیں۔

آج پاکستان میں یہ بات بھی ہو رہی ہے۔ کوئی چیز جو پاکستان کی نظر میں شعائر سے تعلق رکھتی ہے آج پاکستان میں محفوظ نہیں رہی۔ کسی عورت کی حرمت محفوظ نہیں، کسی بچے کی حرمت محفوظ نہیں، پاکستان کے جھنڈے کی حرمت محفوظ نہیں، اول سے لے کر آخر تک ایک ایسی خوفناک حالت جس طرح ان قوموں کے نشان ہوا کرتے ہیں جو مٹنے کے کنارے پر پہنچے ہوئے ہوں لیکن یہ

ہمارے لئے اطمینان کا موجب نہیں ہونا چاہئے، ہمارے لئے بے چینی کا موجب ہونا چاہئے۔

یہ باتیں میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ پہلے سے بڑھ کر اس قوم کے لئے دعائیں کریں یہ بات سمجھنے کے بعد کہ خدا تعالیٰ آپ کے حال سے غافل نہیں ہے، یہ بات سمجھ لینے کے بعد کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آچکی ہے اور روز بروز وہ تقدیر اپنے غلبہ کی طرف بڑھ رہی ہے اور بالآخر خدا کا یہ قانون لازماً جاری ہوگا کہ: لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (المجادلہ:۲۲) خدا نے اپنے اوپر فرض کرلیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کی طاقتیں ہمیں مغلوب کردیں۔

پس جب میں نے کہا کہ خدا کی تقدیر غلبہ کی طرف بڑھ رہی ہے تو مراد میری اسی آیت کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ خدا کی تقدیر ہمیشہ غلبہ کی طرف بڑھا کرتی ہے لیکن اس کے غلبہ کی طرف بڑھنے کے دو معنی ہوا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ قوم بالآخر اس پیغام سے مغلوب ہو جاتی ہے، اس کو سمجھ لیتی ہے، اس کی عزت اور توقیر کرتی ہے اور اپنے پچھلے عمل پر پچھتاتی اور پشیمان ہوتی ہے اور بالآخر حق کو قبول کرلیتی ہے۔ ایک غلبہ کا یہ معنی ہے اور **ایک غلبہ کا یہ معنی ہے کہ وہ قوم دن بدن خدا کی تقدیر کے نیچے پستی چلی جاتی ہے اور اس دوران اگر پھر بھی وہ عقل اور ہوش کے ناخن نہ لے تو صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے۔**

ان دو غلبوں کے سوا مذہب کی تاریخ میں ہمیں اور کوئی شکل دکھائی نہیں دیتی۔ تمام انبیاء گزشتہ کی تاریخ کا مطالعہ کرلیں تو ان میں سے ایک بات ضرور ہو کر رہی ہے یا ان قوموں کے تکبر مٹ گئے اور انہوں نے عاجزانہ طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کر دیا یا ان قوموں کے وجود صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے اور پھر ان کا نام و نشان صرف تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے اور وہ بھی حسرت کے ساتھ ۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا: یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ (یٰس:۳۱) دیکھو ان بندوں پر کیسی حسرت ہے۔ اگر وہ قومیں غالب آتیں تو وہاں حسرت کا مضمون اطلاق نہیں پا سکتا تھا۔ مراد یہ ہے کہ یہ استہزاء کرنے والے ہمیشہ مغلوب ہوئے ہیں۔ اس لئے یا تو پھر بعد میں دیر میں آتے ہیں اور شرمندہ ہوتے ہیں اور پچھتاتے ہیں اور روتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور استغفار سے کام لیتے ہیں اور یا پھر خود ان کی عظمتیں مٹا دی جاتی ہیں۔

پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا ہمیں وہ نشان دکھائے جو دلوں کے غلبہ کا نشان ہے اور

ہماری اس قوم کو ایمان لانے والوں میں شامل کرلے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی زمانے کے متعلق غالباً میرا تو یہی یقین ہے کہ اسی زمانے کے متعلق فرمایا ہے خدا کرے کہ یہ بات ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لیں۔

امروز قوم من نہ شناسد مقام من

روزے بہ گریہ یاد کند وقت خوشترم

(درثمین فارسی:۱۱۱)

کہ میری اس قوم نے آج میرے مقام کو نہیں پہچانا اور ظلم اور تعدی میں حد سے بڑھ چکی ہے لیکن ایک دن آنے والا ہے کہ میرے خوش تر وقت کو حسرت سے یاد کیا کریں گے کہ کاش ہم اس زمانے میں ہوتے۔

پس خدا کرے کہ یہ دوسرا وقت ہم اپنی آنکھوں سے آتا ہوا دیکھ لیں اور اس قوم پر خدا کی تقدیر اپنے فضل کے ساتھ غالب آئے، اپنی رحمتوں کے ساتھ غالب آئے، ہدایت ان پر غلبہ پالے اور ان کے دلوں کی سب کجیاں دور ہو جائیں اور وہ تقدیر ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی نہ دیکھیں یعنی خدا فضل فرمائے اور ہمیں اس دکھ سے بچائے کہ اس قوم کو خدا کی تقدیر کی چکی کے اندر پستے ہوئے دیکھیں اور پارہ پارہ ہوتے ہوئے دیکھیں یہاں تک کہ صفحۂ ہستی سے ان کا نشان مٹا دیا جائے۔ **اس وقت قوم کی جو حرکتیں ہیں وہ اسی طرف جارہی ہیں اور شدید بے چینی کے ساتھ دعا کی ضرورت ہے۔** بار بار کی نصیحتوں کے باوجود یہ لوگ باز نہیں آئے اور پشیمان نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے کچھ دبے دبے آثار پشیمانیوں کے بھی ظاہر ہو رہے ہیں اس لئے معاملہ بالکل یک طرفہ بھی نہیں۔ قوم میں بالعموم جب آپ کرید کر دیکھتے ہیں تو ایسے شریف النفس آدمی دکھائی دیتے ہیں جو اس بات کو اٹھانے لگ گئے ہیں، اپنی آواز کو دبانے کی بجائے بعض دفعہ اپنے ماحول میں یہ بات سنانے لگ گئے ہیں کہ دیکھو یہ ظلم ہو رہا ہے اور اسی ظلم کے نتیجے میں خدا ہم سے ناراض ہے۔ یہ زیادہ دیر تک بات چلنے والی نہیں اور یہ آواز چھوٹے طبقوں میں بھی اٹھ رہی ہے اور دنیا کے لحاظ سے بڑے طبقوں میں بھی اٹھ رہی ہے اور صاحب اقتدار لوگوں میں بھی رفتہ رفتہ اس بات کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔

پس اگر کوئی امید کی کرن ہے تو وہ اسی شعور میں ہے۔ اس لئے دعاؤں سے اپنی قوم کی مدد

کریں کہ خدا اس شعور کی روشنی کو صبح صادق کی روشنی بنادے جس کے بعد دن چڑھ جایا کرتا ہے۔ جس کے بعد اندھیرے اور روشنی میں پھر کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا کرتا۔ اس طرح اس قوم پر یہ بات روشن ہو جائے کہ خدا کی ناراضگی کے نتیجے میں خود یہ اپنے ہی قوم اور اپنے وجود کے دشمن بنے ہوئے ہیں اور اپنی ان کی بداعمالی ہی ہے جو دراصل خدا کے ناراض ہونے کی صورت میں ان پر نازل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تقویٰ کے ساتھ اپنے اعمال میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ احمدیوں کو بھی اس وسیع مذہبی تاریخ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے کردار کو پہلے سے زیادہ بہتر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جتنا یہ ظلم اور سفاکی میں آگے بڑھتے ہیں اتنا ہی زیادہ احمدیوں کو خدا کی ذات میں نہاں ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ ہی ایک علاج ہے اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ **صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور جتنا یہ گند اچھالتے ہیں اتنا ہی آپ خدا والے بننے کی کوشش کریں، خدا کی صفات اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کریں۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ کے لئے یہ گُر سکھا دیا ہے کہ:

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

(درثمین: ۵۵)

ہم اپنے یار نہانی میں جو دل میں بسا کرتا تھا پہلے تو وہ ہمارے اندر چھپا ہوا تھا پھر ایک ایسا وقت آیا کہ جب دشمن نے شور شرابا کیا تو ہم اپنے یار میں چھپ گئے اور اس کے اندر غائب اور پنہاں ہو گئے۔ پس دنیا کے شور و غوغا سے گھبرا کر اگر آپ نے دوڑنا ہے تو خدا کی طرف دوڑیں، اگر چھپنا ہے تو خدا کے وجود میں چھپ جائیں اور جو لوگ خدا کے وجود میں چھپ جایا کرتے ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی وہ لازماً غالب آیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو تقویٰ اور نیکی اور طہارت اور نیک اعمال اور خدا کی محبت میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھا دے۔ آمین۔